صحیحین اور جامع ترمذی کے نام

مولانا محمد شوکت علی

یہ بات کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ مصنفین ومولفین کتب کے یہاں اس بات کا بڑا اہتمام رہا ہے کہ کتابوں کے نام ایسے جامع اور جاذب نظر رکھے جائیں کہ نام پر نگاہ پڑتے ہی آدمی کتاب پڑھنے کو بے تاب ہو جائے پہلی ہی نظر میں اُس کے مشمولات کا اندازہ، متعلقہ علم وفن کی ضرورت، اہمیت اور اُس کی قدر و قیمت کا احساس ہو جائے اِسی لیے علماء ہر دور میں اپنی اپنی کتاب کا ایسا نام رکھتے چلے آئے ہیں، جو کتاب کے ساتھ ساتھ اُس کے مندرجات بھی جامع تعارف کرائے، اِس مقصد کے حصول کے لیے ضرورت پڑنے پر اہل تصنیف نے بڑے بڑے نام رکھنے سے بھی دریغ نہیں کیا ہے، نہ ہی اُنھیں بڑے نام رکھنے میں کبھی کوئی تامل ہوا، چنانچہ امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی رحمہ اللہ جیسے ماہرینِ فن نے بھی اِسی دقتِ نظر کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلا جھجک اپنی اپنی صحیح کے طویل نام رکھے ہیں؛ تاکہ نام پڑھتے ہی طلبہ مضامین کتاب، مقصد ترتیب اور اُس کی ضرورت وقدر و قیمت سے واقف ہو جائیں، یہ طویل نام اُن تینوں اماموں اور بعد کے قریب زمانوں تک معروف تھے، طلبہ اُن ناموں کو جانتے تھے اور ناقلین اُن ناموں کو کتاب کے سرورق پر لکھا بھی کرتے تھے؛ مگر جب یہ تینوں کتابیں چہاردانگ عالم میں پورے طور پر مشہور ہوگئیں، ہر خاص وعام اُن کو جاننے لگے، پھر طلبہ ناموں کو قدرِ طویل بھی سمجھنے لگے، تو شہرت کو کافی سمجھتے ہوئے رفتہ رفتہ پورا نام لکھنے کے بجائے بغرض سہولت اِن کتابوں کا مختصر نام لکھا جانے لگا، اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امام بخاری کی کتاب صرف (صحیح البخاری)، امام مسلم کی کتاب صرف (صحیح مسلم) اور امام ترمذی کی جامع صرف (جامع ترمذی) کے نام سے مشہور ہوگئی اور بعد کے زمانوں میں تو یہ نام اتنے پسندیدہ اور مالوف ہوگئے کہ ناسخین وناقلین اپنے مخطوطات کے سرورق پر بھی یہی نام لکھنے لگے، یہ سلسلہ زمانۂ دراز سے آج تک جاری ہے، اِس اختصار پسندی کا نقصان یہ ہوا کہ اِن کتابوں کے بنیادی مضامین، مقاصدِ تالیف، خصوصیات وامتیازات اور ارکان واصول جن پر اصل ناموں سے روشنی پڑتی تھی اور وہ اوصاف

جن کی طرف ناموں پر نظر پڑتے ہی قاری کا ذہن جاتا تھا، ایک دم سے پردۂ خفا میں چلے گئے، آج حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ یہ کتابیں جس قدر مشہور و معروف ہیں، اِن کے نام اُسی قدر بلکہ اُس سے کہیں زیادہ مجہول و نامعلوم ہو گئے ہیں اور المیہ یہ ہے کہ صرف حدیث پڑھنے والے طلبہ ہی نہیں بعض اچھے اچھے فضلاء بھی ان کتابوں کے اصل نام سے ناواقف اور غافل نظر آتے ہیں، اس لیے خیال آیا کہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کے ایک طویل مقالہ- جو اس موضوع پر کتابی شکل میں مطبوعہ ہے- کا خلاصہ شروحات بخاری، مسلم و ترمذی کی روشنی میں کچھ حذف و اضافہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کردوں تاکہ طلبۂ حدیث کم از کم ان کتابوں کے صحیح نام اور بخاری شریف سے متعلق بعض ضروری واہم متعلقات سے واقف ہوجائیں، بس اسی جذبہ کے تحت یہ تفصیلات پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

صحیح بخاری کا نام:......حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی حیات وسوانح، اصول وحدیث پر لکھی گئی کتابوں اور شروحات بخاری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی صحیح کا پورا اور اصل نام (اَلْجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِیحُ الْمُختَصَرُ مِنْ اُمُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وسُنَنِه وَاَیَّامِهٖ) ہے، اِس کے علاوہ جو بھی نام بیان کیے گئے ہیں، تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سب ناقص اور مصنف رحمہ اللہ کے رکھے ہوئے نام سے الگ ہیں۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ (ولادت ۱۳۳۶ھ م ۱۹۱۷ / ، وفات: ۹/شوال ۱۴۱۷ھ م ۱۹۹۷ / پیر) اپنے مقالہ "تَحقِیقُ اِسمَي الصَّحِیحَینِ واسْمِ جَامِعِ التِّرمِذِی" میں اِس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہُ اللہ نے اپنی کتاب "هَدْیُ السَّارِی مُقَدِّمَة فَتْحِ الْبَارِی بِشَرْحِ صَحِیْحِ الْبُخَارِی" (ص:۸) پر فصل ثانی کے شروع میں امام بخاری کی جامع صحیح کا نام "اَلْجَامِعُ الصَّحِیْحُ الْمُسْنَدُ مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَسُنَنِه وَاَیَّامِه" تحریر فرمایا ہے، مگر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام محلِ نظر اور ناقص ہے، اِس میں کچھ تقدیم وتاخیر اور فروگذاشت ہوئی ہے، کیونکہ حافظ ابن الصلاحؒ نے "مقدمہ علوم الحدیث" کے نوع اوّل: صحیح کے فائدۂ سادس میں بیان فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کا نام "اَلجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِیْحُ الْمُخْتَصَرُ مِنْ اُمُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَسُنَنِه وَاَیَّامِه" رکھا ہے۔ (دیکھئے مقدمہ علوم الحدیث: ۴۳)

حافظ ابونصر الکلاباذی (ولادت: ۳۲۳ھ، وفات: ۳۹۸ھ) نے بھی اپنی کتاب "رِجَالُ صَحِیْحِ الْبُخَارِی" (۱/۲۴) کے شروع میں صحیح بخاری کا بعینہ یہی نام نقل فرمایا ہے۔

محدثِ کبیر مفسرِ اعظم فقیہ دوراں قاضی ابومحمد عبدالحق بن غالب بن عطیہ الأندلسی (المولود: ۴۸۱ھ المتوفی ۵۴۱ھ) نے بھی اپنی کتاب "فِهْرِسْتُ ابن عَطِیَه" میں صحیح بخاری کا ہو بہو یہی نام تحریر فرمایا ہے۔

من وعَنہی نام قاضی ابن عطیہ کے شاگردِ رشید محدّثِ جلیل، صاحبِ ضبط واتقان حافظ ابوبکر بن خیر الاشبیلِي الأندلسِيُ (المتوفی ۵۷۵ھ) نے بھی اپنی کتاب "فِهْرِسْتُ مَا رَوَاهُ عَنْ شُیُوْخِه" میں اور امام حافظ محی الدین

ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (المولود: ۶۳۱ھ المتوفی: ۶۷۶ھ) نے بھی اپنی دو کتاب: "شَرْحُ صَحِیْحِ الْبُخَارِی" اور "تَھْذِیْبُ الاسماء واللغات" میں امام بخاریؒ کے حالات میں صحیح بخاری کا یہی نام تحریر فرمایا ہے۔

ابْنُ رُشَیْد السَّبْتِیّ الاَنْدُلُسِی نے بھی اپنی کتاب "التعریف بسند الجامع الصحیح" میں اور حافظ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد العینی (المولود: ۱۵/ رمضان ۷۶۲ھ المتوفی: ذی الحجہ ۸۵۵ھ) نے بھی اپنی کتاب "عُمْدَۃُ القاری شرح صحیح البخاری" میں بخاری کا یہی نام تحریر فرمایا ہے۔ بخاری شریف کے دو قدیم مخطوطات کے شروع میں بھی یہی نام درج ہے۔ اِسی طرح معمولی اختصار و تصرف کے ساتھ صحیح بخاری کا یہی نام قاضی عیاض (المولود: ۴۷۶ھ المتوفی: ۵۴۴ھ) نے بھی اپنی کتاب "مَشَارِقُ الأنوارِ علیٰ صِحَاحِ الآثار" کے اوائل میں اِس طرح ذکر کیا ہے

"الجَامِعُ المُسندُ الصحیحُ المُختَصَرُ مِنْ آثارِ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ"

مذکورہ بالا شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے صحیح بخاری کے نام کے سلسلے میں اتنا اہتمام نہیں کیا، جتنا دوسروں نے کیا ہے، اس کی واضح مثال یہ ہے کہ ابن حجرؒ نے لفظ الصحیح کو المسند پر مقدم کیا؛ جب کہ مناسب اس کو مؤخر کرنا تھا اور لفظ المختصر کو چھوڑ دیا، پھر "من أمورِ رسولِ اللّٰہ ﷺ" کی جگہ "مِنْ حدیثِ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ" اختیار فرمایا؛ حالانکہ لفظِ حدیث کے مقابلے میں لفظِ امور میں زیادہ عموم و شمول اور باریکی پائی جاتی ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:......لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ جیسے ماہر و باریک بیں محدث جو ضبط و اتقان اور تحقیق وجستجو میں ہمدوشِ ثریا ہیں، ایسے امام عالی مقام سے نام کے بارے میں یہ چوک کس طرح اور کیونکر ہوگئی؟ جواب یہ ہے کہ ایسا لگتا ہے نام لکھتے وقت حافظ ابن حجرؒ کا نکتہ رس ذہن کسی اور سوچ میں مشغول ہوگا، مطلوبہ حاضر دماغی اور ذہنی یکسوئی اُس وقت میسر نہیں ہوگی، اور یہ کوئی تعجب خیز بات بھی نہیں، اِس قسم کے عوارض بعض مرتبہ بڑے بڑے بیدار مغزوں کو پیش آیا کرتے ہیں، جن سے قدرتی طور پر انسان کا ذہن منتشر اور ضبط متأثر ہوجایا کرتا ہے۔ ایسے کتنے ہی واقعات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں، اگر حافظ کے ساتھ بھی پیش آیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟

ہاں تعجب اس پر ہے اور ہونا چاہیے کہ ہمارے علم کے مطابق آج تک صحیح بخاری کے کسی مطبوعہ نسخے کے سرورق پر اس کتاب کا پورا نام نہیں چھپ سکا؛ جب کہ اس کی عظمت شان کا تقاضہ تو یہ تھا کہ ہر ہر جز کے شروع میں اس کا نام چھپا ہوتا اور ناظرین و قارئین بخاری کو نام کے ساتھ مضمونِ کتاب اور مقصدِ تالیف کا استحضار رہتا۔

شیخ عبدالفتاح اپنے مقالے میں آگے تحریر فرماتے ہیں: کہ اس مضمون کو لکھنے کے کافی عرصہ بعد علامہ جمال الدین القاسمی کا تحریر کردہ "حیاۃ البخاری" نامی رسالہ نظر سے گزرا تو دیکھا کہ علامہ موصوف اُس میں حافظ ابن حجر کا بیان کردہ صحیح بخاری کا نام نقل کرنے کے بعد یوں تحریر فرماتے ہیں: "ھٰذا عُنْوانُ صَحِیْحِہٖ فَلْیُحْفَظْ ویَنْبَغِیْ لِکُلِّ مَنْ یَنْسَخُ اَوْیَطْبَعُہٗ اَنْ یُعَنْوِنَہٗ بِتَسْمِیَۃِ الْمُؤَلِّفِ مُحَافَظَۃً علی الأَعْلَامِ الخ" کہ امام بخاری کی صحیح کا یہ نام ہے اسے یاد

رکھنا چاہیے اور مناسب ہے کہ صحیح کا ہر ناقل یا اُس کو طبع کرنے والا صحیح کے شروع میں مصنف کا رکھا ہوا نام لکھے، تاکہ کتاب کا نام محفوظ رہ سکے۔ یہ تحریر پڑھ کر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی کہ علامہ قاسمی جیسی عظیم اور نابغہ رُوزگار ہستی بھی اس سلسلے میں میرے ہم نوا ہیں۔ (فالحمدُ للہ علیٰ ہذا التوفیق)

بخاری شریف کے نسخے:...... حضرت مولانا احمد صاحب محدّث سہارنپوری رحمہ اللہ نے مقدمہ صحیح البخاری میں بخاری شریف کے نسخوں کے کل انیس رموز وعلامات تحریر کیے ہیں، جن میں سے "ک" اکثر کی علامت ہے، کسی نسخے کی طرف اشارہ نہیں اور "اَلْحَمُّوِیی والسَّرَخْسِی" شیخ زکریاؒ کی تحقیق کے مطابق ایک ہی شخص کی دو نسبتیں ہیں، یہ الگ الگ نہیں ہیں، لہٰذا یہ دونوں ایک ہی نسخہ ہوئے، اس تفصیل کا حاصل یہ نکلا کہ اس وقت صحیح بخاری کے کل سترہ نسخے دستیاب ہیں، جن کے رموز محدّث سہارنپوری رحمہ اللہ نے بیان کیے ہیں: دو نسخے امام بخاری کے دو شاگردوں: فِرَبْرِی اور نَسَفِیْ کے ہیں، سات نسخے فِرَبْرِی کے سات شاگردوں: ابنُ السَّکَنْ، اَلْمُسْتَمْلِی، اَلْمَرْوَزِی، اِبْنُ شَبُّوْیَہْ (اَلشَّبُّوِیْ)، اَلْجُرْجَانِیْ، اَلْحَمُّوِیْ، اَلسَّرَخْسِی، اَلْکُشْمَیْھَنِی کے ہیں، چار نسخے فِرَبْرِیؒ کے شاگردوں کے فیض یافتہ چار شاگردوں: اَبُوذَرّ، اَلاَصِیْلِی، اَلْقَابِسِیْ اور کریمہ بنت احمد المروزیہ کے ہیں اور چار نسخے بعد کے علماء اعلام، ابن حجر عسقلانی، ابوالوقت، حافظ ابن عساکر اور رضی الدّین الصّغانی کے ہیں، ان ہی سترہ نسخوں کے حوالے حسب موقع ہندوستانی مطبوعہ نسخے کے ہر صفحہ پر عبارت اور حواشی کی درمیانی نالی میں اشارۃً دیئے گئے ہیں۔

نسخوں کے رموز وعلامات:...... قارئین کی سہولت کے خاطر محدّث سہارنپوری کے بیان کردہ بخاری شریف کے ان سترہ نسخوں کے رموز کی تفصیل پیش ہے: "ف" للفِرَبری، "ہ" لِلْکُشْمَیْھَنِی، "ح" لِلحَمُّوِیْ، "س" لِلْمُسْتَمْلِی، "عس" لابن عساکر، "مہ" لکریمۃ بنت احمد، "ص" للاُصَیْلی، "قا" للقابِسی، "مر" للمروزی، "ذ" لابی ذر، "شحج" للشیخ ابن حجر، "قت" لابی الوقت، "سف" للنسفی، "صغ" لِلصَّغَانی، "کن" لابن السّکن، "جا" للجرجانی، "بو" لابن شَبُّوَیہ.

صحیح مسلم کا نام:...... امام مسلم کی جامع صحیح مصر، شام، ہندوستان، ترکی، اور عرب کے بہت سے مغربی ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں چھپ چکی ہے؛ لیکن تعجب ہے کہ آج تک کسی مطبوعہ نسخہ کے سرورق پر امام مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری کا رکھا ہوا نام طبع نہ ہوسکا "صحیح بخاری" اور "جامع ترمذی" کی طرح "صحیح مسلم" کا اصل نام بھی آج تک علماء اور طلبہ کی نگاہوں سے اوجھل ہے؛ جو کتاب کے تعارف اور مضمون کتاب سے واقفیت کے سلسلے میں بہت بڑا نقص وعیب ہے، اس لیے کتب خانوں اور مطابع کے ذمہ داروں سے گذارش ہے کہ آئندہ چھپنے والے نسخوں میں اس کا تدارک کریں اور کتاب کے شروع میں صحیح مسلم کا اصل اور پورا نام چھاپ کر طالبین کی معرفت، ان کے اعتماد، کتاب کی عظمت اور اس کی قدر وقیمت کو بڑھائیں؛ تاکہ قارئین کے ذہنوں میں نام پر نگاہ پڑتے ہی کتاب کے وہ مضامین راسخ ہوجائیں جو

تالیف کتاب کے وقت مؤلف کے پیش نظر رہے ہیں اور انہیں خاکوں کو سامنے رکھ کر کتاب کے طویل نام رکھے ہیں۔

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آج تک مسلم شریف کی جو شروحات علماء کے یہاں رائج و عام ہیں؛ جیسے امام مازری، قاضی عیاض، علامہ ابن الصلاح، ابوالعباس قرطبی، علامہ اُبّی، شیخ سنوسی اور شیخ عابد سندھی وغیرہ کبار علماء کی شروحات صحیح مسلم، اُن میں بھی کہیں اس کتاب کا اصل نام درج نہیں ہے، جس کی وجہ بظاہر اس کے سوا کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ ان حضرات نے لفظ صحیح کو اصل نام کے قائم مقام سمجھ لیا ہے؛ اس لیے پورا نام بیان کرنا ضروری نہیں سمجھتے، تاہم بعض تذکرہ نویسوں، سوانح نگاروں اور ماہرین رجال نے اپنے اَثبات وفہارس میں صحیح مسلم کا پورا نام بھی بیان کیا ہے، (فجزاهم الله عنّا وعَنْ جميعِ الأمةِ فی الدارین خیر صلی الله علیه وسلم)

(۱) چنانچہ محدث کامل صاحب ضبط واتقان حافظ ابوبکر محمد بن خیرالاشبیلی المتوفی ۵۷۵ھ نے اپنی کتاب "فِهرِسْتُ ما رواهُ عن شيوخه" میں صحیح مسلم کا پورا نام "المُسنَدُ الصحيح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم" تحریر کیا ہے۔

(۲) اور قاضی عیاض ؒ نے اپنی کتاب "مَشَارِقُ الْأَنْوَارِ عَلٰی صِحاحِ الآثار" اور "الغُنية" میں صحیح مسلم کا یہی نام معمولی اختصار کے ساتھ "المسندُ الصحيحُ المختصرُ بِنَقْلِ العَدْلِ عن العدل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم" ذکر فرمایا ہے۔ اس میں "من السنن" کا لفظ نہیں ہے۔

(۳) اور امام عبدالحق بن غالب بن عطیہ الاندلسی (المولود: ۴۸۱ھ، التوفی: ۵۴۱ھ) نے "فہرستُ ابنِ عطیہ" میں صحیح مسلم کا نام "المسند الصحيح بنقل العدل عن العدل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم" تحریر فرمایا ہے، اس میں امام ابن عطیہ اندلسی نے اپنے شاگرد رشید حافظ ابن خیر اشبیلی کے بیان کردہ نام کے مقابلے میں اختصار سے کام لیتے ہوئے "المختصر من السنن" کا لفظ ذکر نہیں کیا ہے، جس سے اصل نام میں نقص پیدا ہو گیا ہے۔

(۴) حافظ علائی نے بھی اپنے اساتذہ اور مرویات کی یادداشت کے سلسلے میں مرتب کردہ کتاب "اِثارَةُ الفَوائِدِ المجموعة فی الاشارةِ الی الفرائدِ المَسْمُوعة" میں صحیح مسلم کا بعینہ یہی نام "المسندُ الصحيحُ بنقلِ العدلِ عن العدل عن رسولِ الله صلى الله عليه وسلم" لکھا ہے، موصوف نے بھی اختصار سے کام لیتے ہوئے امام ابن عطیہ ہی کی طرح "المختصر من السنن" کو نام میں شامل نہیں کیا ہے۔

تلاش وجستجو سے کتابوں میں صحیح مسلم کے یہی تین نام مل پائے ہیں جو خاصے طویل ہیں، ورنہ تو عام طور پر سوانح نگار اکابر مصنفین اس کتاب کا نام صرف "المسند الصحيح" لکھتے ہیں، جیسا کہ حافظ ذہبی نے "سِيَرُ الاعلامِ النبلاء" اور "تذكرة الحفاظ" میں، حاکم نے اپنی کتاب "تَسمِيَةُ مَن اخرجهم البخاری والمسلم" میں، حافظ ابن مَنْجُوْيَه الاصفہانی (المولود: ۳۴۷ھ، التوفی: ۴۲۲ھ) نے "رجال صحيح مسلم" میں، ابن الصلاح نے "صيانة صحيح

مسلم" میں، امام نووی نے "مُقدّمہ شرح صحیح مسلم" میں، محمد بن جابر الاندلسی (المولود: ۶۷۳ھ المتوفی ۷۵۹ھ) نے "برنامج الوادی آشی" میں، اور احمد بن علی البَلَوِی الوَادِیِ آشی المتوفی: ۹۳۸ھ نے اپنی کتاب "ثَبتُ البَلَوِیّ" میں تحریر کیا ہے۔ حتی کہ حافظ خطیب بغدادی المولود: ۳۹۲ھ المتوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب "تاریخ بغداد" میں امام مسلم کے حالات کے ضمن میں یہاں تک تحریر فرمایا ہے کہ خود مصنف کتاب نے بھی اس کا نام "المُسندُ الصحیح" رکھا ہے، خطیب نے امام مسلم کا قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے "صنّفتُ ھذا "المسندَ الصحیح" من ثلاثِ مائۃ الفِ حدیثٍ مَسْمُوْعَۃٍ" کہ میں نے اپنی اس کتاب "المسند الصحیح" کو تین لاکھ سنی ہوئی حدیثوں میں سے منتخب کر کے لکھا ہے، بظاہر اس اختصار کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ پورا نام ذکر کرنے کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے ان اکابر محدثین اور خود مصنف نے بھی نام کا صرف شروع حصہ ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بات یہ ہے کہ مصنف بعض جگہ تو نام کا صرف پہلا لفظ "المسند" ہی ذکر کرتے ہیں، حافظ ابن الصلاح نے "صیانۃ صحیح مسلم" میں اور امام نووی نے "مقدمہ شرح صحیح مسلم" میں اس کی مثال میں امام مسلم کے تین قول پیش کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) فَقَالَ مَا وَضَعْتُ شیئاً فِی ھٰذَا "الْمُسْنَدِ" اِلا بِحُجَّۃٍ، (۲) وَقَالَ اَیْضاً عَرَضْتُ کِتَابِی ھٰذَا "الْمُسْنَدَ" عَلٰی اَبِی زُرْعَۃَ الرَّازِیِّ، (۳) وَقَالَ ایضاً لو اَنَّ اھل الحدیثِ یکتبونَ مِئَتَیْ سنۃِ الحدیثَ فَمدارھم علی ھذا "المسند" یعنی المسند الصحیح

ان تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ صحیح مسلم کے نام میں "الجامع" کا لفظ نہیں ملتا؛ البتہ حافظ ابن حجرؒ نے "تہذیب التہذیب" میں اور علامہ محمد کتانی نے "الرسالۃ المستطرفۃ" میں اس کتاب کا ذکر صرف "الجامع" کے نام سے اور ملا علی قاری نے "مرقاۃ شرح مشکاۃ" میں، اور حاجی خلیفہ چلپی نے "کشف الظنون" میں اور "ھدیۃ العارفین" میں "الجامع الصحیح" کے نام سے ذکر کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان حضرات نے محض شہرت کی بنیاد پر کتاب کے مضامین اور مندرجات واوصاف کو دیکھتے ہوئے اصطلاح محدثین کے پیش نظر صحیح مسلم کو جامع کہہ دیا ہے، اسم علم کے طور پر نہیں، کیوں کہ علماء حدیث کی تصریح کے مطابق صحیح مسلم بہر حال جامع ہے، جامع حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں آٹھ طرح کے مضامین ہوں، درج ذیل شعر میں ان سب کا اجمالی ذکر ہے:

سِیَرٌ آدابٌ تفسیرٌ وعقائدٌ	فتنٌ ، احکامٌ ، اشراطٌ ومناقبٌ

صحیح مسلم میں یہ آٹھوں مضامین موجود ہیں؛ اس لیے اس کے جامع ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی (المولود: ۱۱۵۹ھ المتوفی: ۱۲۳۹ھ) اپنی کتاب "العُجَالَۃُ النَّافِعَۃ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں بہت سے مضامین وعلوم وافر مقدار میں موجود ہیں، مگر اس میں تفسیر وقرأت کی احادیث نہیں ہیں؛ اس لیے یہ جامع نہیں ہے۔ اکابر محدثین وعلماء شاہ صاحب رحمہ اللہ کی بات کو خلافِ حقیقت قرار دیتے ہیں، ایک تو اس لیے

کہ حافظ ابن حجرؒ، علامہ مجد الدین صاحب القاموس، ملا علی قاری اور حاجی خلیفہ چلپی وغیرہ محققین علماء کی جماعت نے اس کو جامع کہا ہے، دوسرے اس لیے کہ تفسیر وقرأت کی احادیث گو قلیل ہی سہی مگر صحیح مسلم میں موجود ہیں، اِس لیے اس کے جامع ہونے میں شبہ نہیں۔

صحیح مسلم میں احادیث تفسیر کم کیوں؟:...... رہی یہ بات کہ صحیح مسلم میں تفسیر کی روایات کم کیوں ہیں؟ تو اس کی کئی وجوہات ہیں:

(۱) امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں مسند ومرفوع احادیث کا التزام کیا ہے اور تفسیر کے باب میں ایسی احادیث کم ہیں۔ (۲) جو حدیثیں ان کی شرائط کے مطابق نہیں ہوتیں مصنف ان کو اس کتاب میں درج نہیں کرتے۔ (۳) جس مضمون کی حدیث کسی جگہ ذکر کرتے ہیں، اس کے متعلق تمام احادیث کو ایک ہی جگہ جمع کر دیتے ہیں، پھر دوسری جگہ اس کو نہیں لاتے، تکرار سے بے انتہاء پرہیز کرتے ہیں (الا ماشاء اللہ) تفسیر سے متعلق احادیث مرفوعہ مسندہ کا بھی یہی حال ہے کہ امام نے ان روایات کو شدتِ مناسبت کی بناء پر مختلف تراجم کے تحت پوری کتاب میں پھیلا دیا ہے، اگر اُن سب کو جمع کیا جائے تو تفسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ ہو جائے گا۔ (۴) احادیثِ مرفوعہ مقطوعہ، آثارِ صحابہ وتابعین اور ائمہ لغت کے اقوال، جن کو امام بخاری اور امام ترمذی رحمہما اللہ اپنی جوامع میں نقل کرتے ہیں امام مسلم ان سے حد درجہ اجتناب کرتے ہیں۔

یہ ہیں وہ وجوہات جن کی بناء پر مسلم شریف میں تفسیر وقرأت کی روایات کم معلوم ہوتی ہیں۔

اب رہ جاتا ہے یہ سوال کہ کیا صحیح مسلم کے نام کے ساتھ جامع کا لفظ شامل کیا جائے گا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ محدثین کرام کے یہاں صحیح مسلم جامع سے معروف ومشہور ہے، اگر نام کے ساتھ یہ لفظ نہ لکھا جائے تو کسی کو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید یہ کوئی اور کتاب ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ نام کے شروع میں جامع کا لفظ لکھا جائے، لیکن دوسری طرف یہ بات بھی کہ خود مصنف نے نام کے ساتھ جامع کا لفظ شامل نہیں کیا ہے، اس لیے اصل نام کی حفاظت وبقاء کا تقاضہ یہ ہے کہ جامع کا لفظ نام کے ساتھ نہ لکھا جائے، ہاں اس تشخص کے لیے کہ یہ کوئی اور کتاب نہیں ہے، سرورق کے ماتھے پر "جامع مسلم" کا لفظ لکھ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (ہذا ما عندی والعلم عند اللہ)

جامع ترمذی کا نام:...... امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع بھی حدیث پاک کی مشہور ومقبول ترین کتابوں میں سے ایک ہے، جس کے بلاد مصر وشام اور ہند وسندھ وغیرہ سے لاکھوں لاکھ نسخے چھپ کر علماء اور طلباء کے ہاتھوں میں پہنچ چکے ہیں، مگر صحیحین ہی کی طرح؛ بلکہ اس سے کئی گنا بڑھ کر اس کتاب کے نام کے بارے میں بھی لاپروائی کا معاملہ کیا گیا، آج تک کسی بھی مطبوعہ نسخے کے شروع میں امام ترمذی رحمہ اللہ کا رکھا ہوا اصل اور پورا نام نہیں چھپ سکا، دنیا جانتی ہے کہ شیخین نے صحیحین میں صرف احادیث صحیحہ کو جمع کرنے کا اہتمام فرمایا ہے؛ اس لیے اگر صحیحین کا اصل نام کسی کو نہ معلوم ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، مقصد حاصل ہو جائے گا، جامع ترمذی کا معاملہ الگ ہے، اس میں صحیح وضعیف، مرفوع ومقطوع

ہر طرح کی حدیثیں حسب مقصد جمع کی گئی ہیں اور اسی اعتبار سے مؤلف رحمہ اللہ نے اس کا نام بھی رکھا ہے، ایسی صورت میں جامع ترمذی کا اصل نام معلوم نہ ہونا طلبہ کے ذہنوں پر بڑا خراب اثر ڈالے گا؛ کیوں کہ نام کے بغیر بنیادی مضامین کی طرف ذہن کی رسائی مشکل ہے، غور طلب بات یہ بھی ہے کہ جب نام معلوم نہ ہونے کا اثر اتنا خراب ہے، تو پھر کتاب کے سرورق پر مضامین کتاب کے خلاف نام یا غلط نام لکھنے کا کتنا خراب اثر پڑے گا، غضب کی بات ہے کہ جامع ترمذی کے مطبوعہ قاہرہ پھر مطبوعہ بیروت کے سرورق پر کتاب کا نام "صحیح الترمذی بشرح الامام ابن العربی" چھپا ہوا ہے؛ جبکہ یہ نام غلط ہے، بھلا جب اس کتاب میں ضعیف و معلول ہر طرح کی احادیث ہیں، تو پھر اس کا نام صحیح کیسے ہوسکتا ہے؟...... اس سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ جیسے محقق و نقّاد عالم اور محدث کامل جنھوں نے جامع ترمذی کے متن کی تحقیق اور اس کی شرح میں وقیع و گراں قدر خدمت انجام دی ہے، انھوں نے بھی اپنی شرح ترمذی کے شروع میں اس کتاب کا نام "الجامع الصحیح وھو السنن الترمذی" لکھا ہے، جہاں تک اس نام کے جزء ثانی "سنن الترمذی" کی بات ہے، تو مضامین و مندرجات کتاب کی طرف نظر کرتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے، جیسا کہ بہت سے اَثبات و فہارس وغیرہ میں اس کتاب کو سنن کہا گیا ہے۔

حیرت ناک بات یہ ہے کہ جس طرح قدیم محدثین اور تذکرہ نگاروں نے اپنی اپنی کتابوں میں امام ترمذی رحمہ اللہ کی سوانح تحریر کی اور امام موصوف کی علمی خدمات کا وقیع انداز میں تذکرہ کرکے انھیں خراج تحسین پیش کیا ہے، جیسے حافظ مِزّی، نے "تھذیب الکمال" میں، حافظ ذہبی نے "میزان الاعتدال" اور "سِیَرُ اعلام النُّبلاء" میں، حافظ ابن حجر نے "تھذیب التھذیب" میں، حاجی خلیفہ چلپی نے "کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون" میں اور شیخ محمد بن جعفر الکتّانی نے اپنی کتاب "الرسالۃُ المُستَطرَفَۃُ لبیان کُتُبِ السُّنَۃِ المُشرَّفَۃِ" میں، مگر ان میں سے کسی نے بھی جامع ترمذی کا اصل نام بیان نہیں کیا، ان حضرات کے طرزِ عمل نے کتاب کے نام کو مزید پردۂ خفا میں ڈال دیا ہے۔

ٹھیک اسی طرح ماضی قریب کے محققین و شراح، اور مختلف جہات سے جامع ترمذی کی خدمت کرنے والے اکابر علماء و محدثین، جیسے شارح ترمذی حضرت مولانا یحییٰ کاندھلویؒ، ان کے فرزند ارجمند حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، علامہ عبدالرحمن مبارک پوریؒ، علامہ محمد یوسف بَنُّوریؒ، شیخ احمد شاکرؒ، شیخ احمد مُعْقِدؒ، دکتور نورالدین عِتْر، دکتور اکرم العُمَرِیؒ، شیخ ناصر الدین البانیؒ وغیرہ مشائخ کرام نے بھی اپنی اپنی شروحات، تحقیقات، مقالات اور کتابوں میں کہیں ایک بار بھی جامع ترمذی کا پورا اور صحیح نام درج نہیں فرمایا، جس کی بنا پر کتاب کا اصل نام پوشیدہ سے پوشیدہ تر ہوگیا ہے، اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ نام طویل ہونے کی وجہ سے ان حضرات نے ایسے مختصر نام کو کافی سمجھا، جس سے یہ معلوم ہوجائے کہ یہ فلاں کتاب ہے اور بس، لیکن یہ عذر اس وقت قابلِ قبول گردانا جاتا ہے جب کسی کتاب کا حوالہ یا اس کتاب کا اقتباس بارہا نقل کرنا ہو؛ کیوں کہ بار بار پورا نام ذکر کرنا حرج کا باعث ہوتا ہے؛ مگر جب کسی کتاب اور اس کے مصنف کا تعارف

کرانا مقصود ہو تو اس وقت مصنف کا وضع کردہ پورا نام بیان کرنا ضروری ہوتا ہے؛ تاکہ کتاب کے مضامین اور اس کے نہج و انداز کا اچھی طرح تعارف ہو جائے، ایسے وقت میں اختصار کا عذر مسموع نہیں ہوتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تاہم مقام مسرت ہے کہ حافظ ابن خیر الاشبیلی رحمہ اللہ المتوفی: ۵۷۵ھ نے اپنی کتاب "فِهرِسْتُ مَارَوَاهُ عن شُيُوخِهِ" میں صحیحین کی طرح جامع ترمذی کا بھی اصل اور پورا نام تحریر فرما کر طلبہ پر احسان عظیم فرمایا ہے، موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ جامع ترمذی کا اصل اور پورا نام "الجَامِعُ الْمُخْتَصَرُ مِنَ السُّنَنِ عَن رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومَعْرِفَةُ الصَّحِيْحِ وَالْمَعْلُوْلِ وَمَا عَلَيْهِ العَمَلُ" ہے۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "تحقیق اسمی الصحیحین واسم جامع الترمذی" (ص: ۵۵-۵۷) میں تحریر فرماتے ہیں:

البنک الاسلامی کی دعوت پر مورخہ ۲۴/۴/۱۴۱۱ھ کی کانفرنس میں شرکت کے لیے میرا جدہ جانا ہوا، تو وہاں میری ملاقات عصر حاضر کے ایک بالغ نظر فاضل دکتور محمد مصطفی الاعظمی سے ہوئی، ان کے ساتھ دیر تک علمی مذاکرہ رہا، دوران گفتگو موصوف سے میں نے عرض کیا کہ کتب ستہ پر نئے سرے سے کام کرنے اور ان کو تحقیقات کے ساتھ دور حاضر کے تقاضہ کے مطابق نئے لباس میں صحیح ناموں کے ساتھ چھپوانے کی ضرورت ہے؛ کیوں کہ آج کل ہمارے فضلاء و طلبہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، اور جامع ترمذی جیسی عظیم و معروف کتابوں کے نام تک سے ناواقف ہیں، حد یہ ہے کہ جامع ترمذی کے بعض مطبوعہ نسخوں کے شروع میں ایسے نام چھپے ہوئے ہیں، جو مضامین کتاب سے قطعاً میل نہیں کھاتے ہیں، ناچیز نے فاضل موصوف سے یہ بھی عرض کیا کہ "الاسناد من الدین" کے نام سے میں نے ایک رسالہ لکھ کر ایک سال قبل ایک مطبع والے کو دیا ہے، اس میں تحقیق کر کے جامع ترمذی کا اصل نام "الجامعُ المُختصَرُ من السننِ عن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعرفةُ الصَحِيْحِ والمَعْلُوْلِ وَمَا عَلَيْهِ العَمَلُ" لکھا ہے، اور اپنے ساتھ موجود تصحیح کے لیے آیا ہوا پروف ان کو دکھایا، موصوف نے کہا کہ میرے پاس جامع ترمذی کا ایک قدیم مخطوطہ ہے، اس کے شروع میں اس کتاب کا یہی نام درج ہے جو آپ نے تحریر کیا ہے، مجھے بڑی مسرت ہوئی، میں نے ان سے درخواست کی کہ آپ مجھے اس مخطوطہ کے نام والے صفحہ کا زیراکس ارسال فرمادیں تو آپ کا بڑا کرم ہوگا، میں اس کو اپنے اس رسالے کے اخیر میں اپنی تحقیق کی تائید و تقویت اور ناظرین کے ملاحظہ کے لیے چھپوادوں گا؛ چنانچہ موصوف نے اپنے مقام پر پہنچ کر جامع ترمذی کے دو قدیم مخطوطہ نسخوں کے سرورق کا عکس ارسال فرمایا، دونوں کے شروع میں جامع ترمذی کا یہی نام لکھا ہوا ہے۔"

اس لیے مطابع اور کتب خانے کے مالکان سے ہماری دردمندانہ گزارش ہے کہ وہ حضرات آئندہ چھپنے والے ترمذی شریف کے شروع میں کتاب کا پورا اور اصل نام چھاپیں؛ تاکہ فضلاء کرام کو کتاب کی عظمت و اہمیت اور اس کے مشمولات و مندرجات کا صحیح اندازہ ہو سکے۔